بچوں کا ادب اور سماجی اقدار

Children's Literature and Social Values

ڈاکٹر شگفتہ حسین[1]

Abstract:

Children's literature is a very important tool to educate and build the character of our children. Through stories and poems we can introduce social values like peace, friendship, love, respect and justice. These are a great resource we can use to teach our children humanism and appropriate social behaviour and help them cope with situations like moving or bullying. Books for kids have the amazing power to inculcate principles like, using good manners, civic duties and religious rituals. This literature can go a long way in teaching kids moral education. Now is the era of information technology and use of it is necessary evil. IT has both positive and negative aspects, so by developing the habit of book reading we can save our children from negative aspect of IT. This article will illustrate the importance of Children's Urdu Literature and will explain how it helps to shape and build our children's character and makes them wonderful human beings.

Keywords: Children's literature, Social values, Peace, Love, Humanism, Child's Character.

بچوں کا ادب ہمارے بچوں کی تربیت اور کردار سازی کا ایک بہت اہم ذریعہ ہے۔ کہانیوں اور نظموں کے ذریعے ہم امن، دوستی، محبت، احترام اور انصاف جیسی سماجی اقدار کو متعارف کروا سکتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا وسیلہ ہے جس کا استعمال ہم اپنے بچوں کو انسان دوستی اور مناسب سماجی رویہ سکھانے کے لیے کر سکتے ہیں اور انہیں حرکت یا بدمعاشی جیسے حالات سے نمٹنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ بچوں کے لیے کتابوں میں اچھے اخلاق، شہری فرائض اور مذہبی رسومات جیسے اصولوں کو شامل کرنے کی حیرت انگیز طاقت ہوتی ہے۔ یہ ادب بچوں کو اخلاقی تعلیم دینے میں بہت آگے جا سکتا ہے۔ اب انفارمیشن ٹیکنالوجی کا دور ہے اور اس کا استعمال ضروری برائی ہے۔ آئی ٹی کے مثبت اور منفی دونوں پہلو ہیں، اس لیے کتاب پڑھنے کی عادت ڈال کر ہم اپنے بچوں کو آئی ٹی کے منفی پہلو سے بچا سکتے ہیں۔ یہ مضمون بچوں کے اردو ادب کی اہمیت کو واضح کرے گا اور یہ بتائے گا کہ یہ ہمارے بچوں کے کردار کی تشکیل اور تعمیر میں کس طرح مدد کرتا ہے اور انہیں شاندار انسان بناتا ہے۔

کلیدی الفاظ: بچوں کا ادب، سماجی اقدار، امن، محبت، انسانیت، بچوں کا کردار۔

بچے کمہار کی گوندھی نرم و ملائم چکنی مٹی کی طرح ہوتے ہیں جو تربیت کے چاک پر گھومتے، محبتوں کے آوے میں پکتے، ایسی صورت میں ڈھل جاتے ہیں جس سے ہم خوبصورت مستقبل کی امیدیں وابستہ کر لیتے ہیں۔ روسو کا کہنا ہے کہ ہر بچہ فطرتاً نیک ہوتا ہے، یہ تو بعد کے غیر مناسب معاشرتی اثرات ہوتے ہیں جو اسے ابلیسی کردار کی طرف مائل کرتے ہیں ورڈزورتھ کو بھی بچے کے گرد الوہی ہالہ دکھائی پڑتا ہے جو رفتہ رفتہ اپنی

[1] پروفیسر ایمرائیٹس، دی ویمن یونی ورسٹی، ملتان

چمک کھوتا چلا جاتا ہے۔ جان لاک کا بھی یہی ماننا ہے کہ پیدائش کے وقت بچے کا ذہن کاغذ کے ایک سادہ ورق کی طرح بالکل صاف ہوتا ہے جس پر بچے کا تجربہ نیکی اور بدی کا علم تحریر کرتا ہے۔

اسی سبب ماہرین نفسیات جب بچوں کی شخصیت اور ہماری تربیت کو زیرِ بحث لاتے ہیں تو بہت محتاط رہنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرؤف (س-ن) کا خیال ہے کہ۔۔۔۔۔۔

> ''بچہ بالغ انسان کا ایک چھوٹا سانچہ ہی نہیں بلکہ ایک قدرے مختلف اور آزاد فرد بھی ہے۔ اس کے مرغوب مشاغل، انفرادی خواہشات بالغوں سے کہیں مختلف ہیں اس کی ننھی شخصیت جذبات اور امنگوں کی ایک بالکل انوکھی کائنات ہے۔''[۱]

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ بچے بہت اہم ہیں اور ہمارا آنے والا کل ہیں۔ یہ ذہنی، اخلاقی اور تہذیبی اعتبار سے جتنے مضبوط اور صحت مند ہوں گے ہماری ان سے بندھی امیدیں اتنی ہی قابلِ اعتبار ہوں گی۔ بچہ ہماری امیدوں کی خشتِ اول ہے۔اور بقول صوفی تبسم (۱۹۸۵ء):

> ''خشتِ اول ہی نہیں خشت وسطی اور خشتِ آخر بھی ہے اور اس اعتبار سے اس میں تمام صلاحیتیں اور استعداد بدرجہ اتم موجود ہونی لازمی ہیں۔''[۲]

ان تمام صلاحیتوں اور استعداد کو پیدا کرنے کے لیے بچوں کی جسمانی تربیت کے ساتھ ساتھ ذہنی تربیت بھی ہونی چاہیے اور ذہنی تربیت کا بڑا ذریعہ کتاب یا بچوں کا ادب ہے۔ بچوں کے ادب کی جامع تعریف کی جائے تو بقول اکبر رحمانی (۱۹۹۱) آپ کہہ سکتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔

> ''وہ ادب جس کے ذریعے بچوں کی دلچسپی اور شوق کی تسکین ہو اور جو مختلف عمر کے بچوں کی نفسیات، ضرورتوں، دلچسپیوں، میلانات اور ان کی فہم وادراک کی قوت کو پیشِ نظر رکھ کر تخلیق کیا گیا ہو۔''[۳]

وہ تمام نثری اور منظوم ادب جو خاص طور پر بچوں ہی کے لیے لکھا جاتا ہے اور بچوں کے لیے موزوں ہوتا ہے آپ اسے بچوں کے ادب میں شامل کر سکتے ہیں۔ برٹانیکا جونیئر انسائیکلوپیڈیا (والیم ۰۴) کے مطابق

بچوں کے ادب سے مراد:

> "Three kinds of writings important in the lives of young people as they grow up. In the first place the term includes all of different kinds of stories specially for boys and girls, ... secondly, it reflects traditional or folk literature, the collection of fairy tales. Finally it includes the books for adults which children have claimed as their own."[4]

لیکن ظاہر ہے کہ بڑوں کے لیے لکھی کتابیں اگر آسان زبان میں منتقل بھی کر دی جائیں تو انہیں آپ بچوں کا ادب تو قرار نہیں دے سکتے مثلاً طلسم ہوش ربا کی کہانیوں کو مختصر کر کے آسان زبان میں شائع کیا جاتا تھا جو عمر و عیار کی واپسی، ملکہ بہار جادو وغیرہ کے عنوان سے بچے پڑھتے تھے۔ Redmond (۲۰۰۸) بچوں کے ادب کی تعریف کرتا ہے تو کہتا ہے:

> "Materials for children's literature includes fiction, poetry, biography and history. It also includes riddles, jokes, precepts, fable, myth, legends and folktales based on spoken tradition."[5]

اردو میں بھی بچوں کی کہانیاں، نظمیں، لوریاں، لوک کہانیاں اور پہیلیاں سب موجود ہیں ڈاکٹر سیدہ مشہدی (۱۹۹۸ء) کہتی ہیں کہ:

> ''ادب کے توسط سے بچوں کے اندر قومی اور ملی جذبہ، سماجی شعور، بھائی چارگی، ہمدردی، رحم دلی، اخوت، محبت، شرافت، انکساری، کسرِ نفسی، عزت و احترام، جذبہ معاونت وغیرہ جیسی اعلیٰ خصوصیات ابھاری جاسکتی ہیں۔''[۶]

ان اعلیٰ خصوصیات میں امن، عدل، انصاف اور فہم و فراست کا اضافہ کر لیں۔ انہیں اعلیٰ خصوصیات کو آپ دیگر الفاظ میں سماجی اقدار بھی کہہ سکتے ہیں جن پر ہمارا ایمان ہے کہ کچھ تو ایسا ہے جو اچھا بھی ہے اور قابل قدر بھی ہے۔ اس اچھے اور قابل قدر کو بچوں تک پہنچانے کا ذریعہ ماں، نانی، دادی کی سنائی کہانیاں اور بچوں کے

ادیبوں شاعروں کی کتابیں ہیں۔ کتابیں بچوں کی اخلاقی تربیت، سماجی اقدار کی اہمیت اور معاشرتی رویوں سے آگاہی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ڈاکٹر بانو سرتاج (۲۰۰۹) جب ادبِ اطفال کی تعریف کرتی ہیں تو وہ ایسے ادب کو ہی بچوں کا ادب قرار دیتی ہیں جو بچوں میں جستجو اور فکر و عمل کو فروغ دے، زندگی کو سمجھنے میں مدد دے، بچوں میں باہمی الفت، قربانی، انسانیت، بے لوث خدمت کے جذبے کو ابھارے اور مشکلوں سے لڑنا سکھائے۔ [۷]

کتابوں میں بلاشبہ اتنی طاقت ہوتی ہے کہ یہ بچوں کو زندگی گزارنے کی مہارت اور اقدار سکھاتی ہیں۔ ان کے پاس حیرت انگیز طریقہ ہوتا ہے ان اصولوں پر زور دینے کا جو والدین اور اساتذہ بچوں کو سکھانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ کتابیں ان کی سماجی اور اخلاقی نشو و نما میں بھرپور کردار انجام دیتی ہیں۔ بچوں کے ادب کے اسی اہم کردار کے سبب بقول گوہر تاج (۲۰۱۹):

> ''تمام دنیا کے ممالک میں بچوں کے ادب کو حکومتی ایجنڈے میں سب سے زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔'' [۸]

بچوں کے ادیبوں اور شاعروں پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیوں کہ ان کے ہاتھ میں ساری قوم کا مستقبل ہوتا ہے اور یقیناً انہیں بھی اس ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے۔ اسی لیئے ان کی تخلیقات بچوں میں پائے جانے والے تجسس اور اضطراب کو دور کرتی ہیں، ان کے معصوم ذہنوں میں ابھرنے والے سوالات کا جواب دیتی ہیں۔ اخلاقی درس دے کر انہیں مناسب معاشرتی رویوں سے آگہی بخشتی ہیں۔ بچوں کے لیے لکھتے ہوئے علامہ اقبال ہوں یا اسماعیل میرٹھی، مرزا ادیب ہوں یا جبار توقیر سب کے پیشِ نظر ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ بچوں کو زندگی کی مشکلات سے آگاہ کر کے ان کے اخلاقی رویوں اور کردار کی تشکیل کی جائے، تاکہ ایک اچھے شہری کی حیثیت سے وہ آئندہ اپنی ذمہ داریوں کو بہتر انداز سے ادا کر سکیں، ذمہ دارانہ فیصلے لے سکیں، اور سماجی مشترکہ اقدار کو نہ صرف سمجھیں بلکہ برتیں بھی اور فروغ بھی دیں۔ بچوں کی روحیں بڑی معصوم روحیں ہیں اور اسی لیے انہیں زیادہ تر ایسی کہانیاں پسند آتی ہیں جن میں سچائی ہو، دیانت داری ہو، برائی کو شکست اور اچھائی کو فتح حاصل ہو۔ یہی چیزیں ان کی شخصیت کی تعمیر میں نمایاں کردار انجام دیتی ہیں۔ بچے جانوروں،

جنوں، پریوں کی کہانیاں اور نظمیں شوق سے سنتے اور پڑھتے ہیں۔ انہیں جنگل پہاڑ بھی حیرت زدہ کرتے ہیں اور بہادر لوگوں کے قصے بھی اچھے لگتے ہیں۔ وہ بادشاہوں، شہزادوں اور شہزادیوں کی کہانیاں بھی شوق سے سنتے ہیں۔ اور بقول ڈاکٹر خوش حال زیدی (۱۹۸۹ء):

> ''ایسی کہانیوں سے بچے کی قوتِ متخیلہ کی نشو و نما ہوتی ہے، قومی رہنماؤں کی کہانیوں سے اس کی تاریخی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور بزرگانِ دین کی زندگی کے واقعات بچے کی سیرت پر مثبت اثر ڈالتے ہیں۔'' [۹]

بچے اہم ہیں---ادب اہم ہے------اس لیے بچوں کا ادب اہم ہے------اقبال کی نظم "بچے کی دعا" کو آپ بچوں کے ادب کا منشور قرار دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی دوسری نظمیں ''ایک مکڑا اور مکھی''، ''ایک پہاڑ اور گلہری''، ''ایک گائے اور بکری''، ''ہمدردی''، ''ماں کا خواب'' وغیرہ وغیرہ بھی بچوں کی تربیت کا فریضہ انجام دیتی ہیں۔ بچوں کو جانوروں کے کردار اور ان کی گفتگو اچھی لگتی ہے۔ اور اسی گفتگو میں ہی تربیت بھی ہو جاتی ہے۔

کسی ندی کے پاس اک بکری — چرتے چرتے کہیں سے آنکلی
جب ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھا — پاس اک گائے کو کھڑا پایا
پہلے جھک کر اسے سلام کیا — پھر سلیقے سے یوں کلام کیا
کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں — گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں [۱۰]

اقبال کی نظم "ہمدردی" بھی بچوں کو ایک خوبصورت پیغام دیتی ہے کہ:

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے — آتے ہیں جو کام دوسروں کے [۱۱]

اقبال ہی کی طرح اسمٰعیل میرٹھی نے بھی بچوں کے لیے خوبصورت نظمیں لکھی ہیں۔ ان کی نظم

رب کا شکر ادا کر بھائی — جس نے ہماری گائے بنائی

بچے برسوں تک لہک لہک کر پڑھتے اور رب کا شکر ادا کرتے رہے ہیں۔ صوفی تبسم کا ٹوٹ بٹوٹ بھی

بچوں کا محبوب کردار ہوا کرتا تھا صوفی تبسم کے "جھولنے" کی نظمیں ایک عرصے تک ننھے بچوں کے نصاب میں شامل رہیں۔ نظموں کا آہنگ "بچوں کو خوب لبھاتا ہے لیکن کہانیوں کی حیرت انگیز دنیا بھی ان کے لیے کم دلچسپ نہیں ہوتی۔ وہ ان کی بدولت جانتے ہیں کہ ان کو ہمت اور جرات سے کام لینا چاہیے اور برائی کا سامنا کرتے ہوئے ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ نیکی اور بدی کے فرق کو جاننا چاہیے اور مشکل حالات میں درست فیصلہ کرنا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ جبار توقیر، راز یوسفی، مرزا ادیب، سعید لخت، اشتیاق احمد وغیرہ کے ناولوں اور کہانیوں کا مرکزی خیال یہی عناصر ہیں:

> ''کمرے کے درمیان ایک میز بچھی تھی، ماسٹر صاحب نے اس میز کے اوپر رکھی ہوئی ایک کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا، "بیٹا عمر دین! یہ ہے الہ دین کا چراغ، اس سے جو کام چاہو، لے سکتے ہو، اپنے قصبے میں روشنی پھیلا سکتے ہو، جہالت دور کر سکتے ہو۔'' [۱۲] (مرزا ادیب ۱۹۷۵ء)

> ''یہ صرف تل اوٹ پہاڑ والی بات ہے۔ جب تک کسی بات کے بارے میں پوری واقفیت نہ ہو وہ بہت بڑا بھید معلوم ہوتی ہے۔ لیکن جب اس کی حقیقت کھل جائے تو پتا چلتا ہے کہ ارے یہ تو معمولی بات تھی۔'' [۱۳] (راز یوسفی ۱۹۷۳ء)

> ''جب میں سڑک پر پہنچا تو وہ بھی سنسان تھی۔ دور دور تک آدمی کا نشان نہ تھا۔۔۔۔۔ یہاں سے شہر تیرہ میل دور ہے۔ بھوک اور نیند کی وجہ سے گرا جا رہا تھا مگر میں نے ہمت نہ ہاری اور چلتا رہا، چلتا رہا، چلتا ہی رہا۔ میرا ایک ایک قدم من من کا ہو رہا تھا۔ اتنی تکلیف میں نے ساری زندگی میں نہیں اٹھائی تھی۔ مگر میں رُکا نہیں۔'' [۱۴] (جبار توقیر ۱۹۶۹ء)

ہماری علاقائی زبانوں میں بھی بچوں کے ادب کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ سندھی، پشتو، بلوچی، پنجابی، براہوی ہر زبان میں بچوں کے لیے کہانیاں اور نظمیں تحریر کی گئی ہیں مقصد ایک ہی ہے بچوں کی تربیت اور انہیں اپنے ارد گرد کے ماحول سے آشنا کرنا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

> ''ایک تھا کوا اور ایک تھی چڑیا۔۔۔۔۔ ایک دن کوے کے دل میں خیال آیا کہ یہ چڑیا ہے

جو لوگوں کے گھروں میں گھونسلے بنا کر رہتی ہے تو بھی کوئی اسے القاب نہیں کہتا جبکہ مجھے کوئی دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔۔۔ ہو نہ ہو یہ فساد اس چڑیا کا پھیلایا ہوا ہے جو لوگوں کو میرے خلاف بھڑکاتی ہے ان کے کان بھرتی ہے۔(سندھی کہانی)"[۱۵] (محمد ابراہیم ۲۰۱۳ء)

بچو تتلی بن کے رہو　　بے رنگی میں رنگ بھرو
تم بھی تتلی جیسے ہو　　دل کے چمن میں رہتے ہو
تم سے ہے رنگین جہاں　　رہتے ہیں دل سب شاداں
تم ہی گھر کی زینت ہو　　دل کا چین اور راحت ہو (پشتو نظم)[۱۶]
(اسحٰق ۲۰۱۲ء)

میرے بیٹے، مری باتوں کو از بر کر لو
عقل و خرد کو اپنا رہبر کر لو
زندگی علم سے بنتی ہے
جہاں سے ملے اسے حاصل کر لو (بلوچی نظم)[۱۷] (عنایت اللہ ۲۰۱۲ء)
اجلے کپڑے صاف بچھونا پیارے بچو اچھا ہے
تھوڑا کھانا جلدی سونا پیارے بچو اچھا ہے
چاچو، ماموں، نانا، دادا جس محفل میں بیٹھے ہوں
مل جائے جو پرلا کونا پیارے بچو اچھا ہے (پوٹھوہاری نظم)[۱۸] (فیصل ۲۰۱۲ء)

ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی (۲۰۱۶ء) کا کہنا ہے کہ بچوں کے ادب میں:

"اخلاقی مضامین اس طرح کے ہوں کہ بچہ شروع ہی سے اپنے اقربا، دوست، احباب، ہمسائے اور ہم وطنوں سے وابستہ رہے اور کوئی کام ایسا نہ کرے جس سے دوسرے لوگوں کی عافیت، آزادی، مذہبی جذبات اور خیال و عمل سے تصادم کا خطرہ لاحق ہو، بچوں میں باہمی

نفاق، نفرت، عداوت، تعصب اور تنگ دلی دور کرنا بھی اچھے ادب کا فریضہ ہے۔''[۱۹]

منفی اقدار اور منفی رویوں کو رد کرنا، مثبت سوچوں کو اپنانا، بہترین انسان بننا، بہترین شہری ہونا ہر معاشرے کی ناگزیر اور سنگین ضرورت ہے اور یہ سب بچوں کو ادب ہی سے ملتا ہے چاہے وہ کلاسیکی ادب ہو، لوک ادب ہو، قومی روایتی داستانیں ہوں یا معاصر ادب ہو جو دنیا بھر کے ثقافتی مظاہر سے متعلق ہو، مشترکہ سماجی اقدار سے آگاہی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ یہی بنتا ہے۔

حوالہ جات

۱. ڈاکٹر عبدالرؤف، بچوں کی نفسیات(لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، س۔ن)، ص۳۳۔

۲. صوفی تبسم، ''تعمیر ملک وملت میں بچوں کے ادیب کا حصہ''، مشمولہ: بچے اور ادب، مرتبہ: شیما مجید (لاہور: محبوب پبلشرز، ۱۹۸۵ء)، ص۲۳۔

۳. پروفیسر اکبر رحمانی، اردو میں ادبِ اطفال: ایک جائزہ(جلگاؤں: ایجوکیشنل اکادمی، ۱۹۹۱ء)، ص۶۸۔

4. Britanica Junior Encyclopedia Vol. 4, Page-249.

5. Redmond W.A, Children's literature, Microsoft Encarte, 2008.

۶. ڈاکٹر سیدہ مشہدی، اردو میں بچوں کا ادب(رانچی: ایمن پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ص۲۳۔

۷. ڈاکٹر بانو سرتاج، ''ادب اطفال''، مشمولہ: ماہ نامہ اردو میلہ، ناگپور، وکیل نجیب نمبر، دسمبر۲۰۰۹ء، ص۸۸۔

۸. گوہر تاج، بچوں کا ادب اور مسعود احمد برکاتی کی سرپرستی، www.humsub.com.pk، ۲۴-۰۶-۲۰۱۹۔

۹. ڈاکٹر خوش حال زیدی، اردو میں بچوں کا ادب(علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۸۹ء)، ص۴۵۔

۱۰. علامہ اقبال، ''ایک گائے اور بکری''، مشمولہ: بانگِ درا (لاہور: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۹ء)، ص۶۳/۴۷۔

۱۱. ایضاً، ص۶۶/۵۰۔

۱۲. مرزا ادیب، چچا چونچ(کراچی: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۵ء)، ص۱۶۰۔

۱۳. رازیوسفی، وہ کیا راز تھا؟ (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۷۳ء)، ص ۱۱۶۔

۱۴. جبار توقیر، میرا نام منگو ہے (لاہور: فیروز سنز لمیٹڈ، ۱۹۶۹ء)، ص ۱۵۱۔

۱۵. محمد ابراہیم جوجو، ''کوا اور چڑیا''، مترجمہ: فہیم شناس کاظمی، مشمولہ: ادبیات پاکستان (اسلام آباد: ۲۰۱۳ء، شمارہ ۹۹)، ص ۳۵۷۔

۱۶. اسحاق وردگ، ''رنگ برنگی تتلی''، مشمولہ: ادبیات پاکستان (اسلام آباد: ۲۰۱۲ء، شمارہ ۹۴-۹۵)، ص ۴۳۱۔

۱۷. عنایت اللہ قومی، ''علم''، مترجمہ: واحد بخش بزدار، مشمولہ: ادبیات پاکستان (اسلام آباد: ۲۰۱۲ء، شمارہ ۹۴-۹۵)، ص ۴۱۵۔

۱۸. فیصل عرفان، ''پیارے بچو اچھا ہے''، مشمولہ: ادبیات پاکستان (اسلام آباد، شمارہ ۹۴-۹۵، ۲۰۱۲ء)، ص ۴۹۱۔

۱۹. ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی، بچوں کے ادب کی تاریخ (دہلی: عفیف پرنٹرس، ۲۰۱۶ء)، ص ۶۵۔